مولانا کوثر نیازی
وزیر اطلاعات و نشریات

قادیانیت

ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری اور انتشار کا باعث ہے

اب کسی مدعیِ نبوت پر ایمان لانے والا ہی نہیں
بلکہ دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے

آزاد کشمیر اسمبلی کی قادیانی غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد کی توثیق کے بعد رونما ہونے والے حالات قومی زندگی کے ہر طبقہ کا موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ان ہی دنوں مرکزی وزیر اطلاعات کے ایک مبہم اخباری اعلان سے کہ "کسی کلمہ گو کو کافر کہنا قابل تعزیر جرم قرار دیدیا جائے گا۔" طرح طرح کے خدشات ابھرے، مگر مقام مسرت ہے کہ محترم مولانا کوثر نیازی صاحب اسلامی لبادہ میں ملبوس دجالی فتنہ قادیانیت (جو ہزار بار کلمہ گو ہونے کی مدعی کیوں نہ ہو) کے بارہ میں نہایت واضح رائے رکھتے ہیں۔ مولانا کا یہ بصیرت افروز مضمون حال ہی میں چھپنے والی ان کی کتاب "بنیادی حقیقتیں" سے لیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ محترم مولانا جو اس مسئلہ پر ایسی دو ٹوک قطعی رائے رکھتے ہیں، موجودہ حکومت میں اپنے گہرے اثر و رسوخ رکھنے اور اہم ترین مناصب پر فائز ہونے کے لحاظ سے آزاد کشمیر کی طرح پاکستان میں بھی ختم نبوت کے منکرین کو غیر مسلم قرار دینے کی قانونی اور آئینی جدوجہد میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے، اور اسی طرح اپنے اس دینی و ملی فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے جو خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام امتی کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتا ہے۔ اگر وہ اس آزمائش سے کامیاب ہو کر نکلے تو یقیناً بارگاہِ خداوندی کی خوشنودی اور بارگاہِ رسالت کی سرخروئی سے سرفراز ہو سکیں گے۔

"سمیع الحق"

حضور سرورِ کونین و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا موضوع اس وقت تک تشنہ ہے جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول

نہیں جائے گا۔ یہ وہ اساس ہے جس نے نسل، رنگ اور وطن کے امتیازات کو ختم کر کے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ یہ عقیدہ اس امر کا اعلان ہے کہ خدا کی طرف سے انسانیت کو جو رہنمائی اور ہدایت ملتی تھی وہ مل چکی، جن عقائد و اعمال سے کفر لازم آتا ہے وہ بتائے جا چکے اور جن خصوصیات سے اہل ایمان کی پہچان ہوتی ہے ان کی صراحت اور وضاحت کر دی گئی۔ آپ کی تعلیمات کے علاوہ اب کسی نئی تعلیم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اور نہ کسی فرد کے ماننے یا نہ ماننے پر کفر اور اسلام کا دارو مدار ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضورؐ کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی گنجائش ہے۔ دراصل ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری لگاتا ہے۔ ہماری صفوں میں پراگندگی اور انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس اساس کو ختم کرنے کے درپے ہے جس پر اسلام کا عالمگیر نظریۂ اخوت مبنی ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی یہی وہ اہمیت ہے جس کے پیش نظر ہمارے دین میں اسے اتنا اونچا مقام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی حضورؐ پر ایمان لائے۔ لیکن آپ کے آخری نبی ہونے کا قائل نہ ہو تو اسلامی معاشرہ میں اور خدا کے حضور۔ دونوں جگہ۔ اس کے ایمان اور اسلام کو لائق اعتبار نہیں سمجھا جاتا۔ حضورؐ کی بعثت کو چودہ صدیاں ہو چکی ہیں۔ لیکن ہر دور اور دور کے ہر حصہ میں مسلمانوں نے ختم نبوت کو اپنے اعتقاد کی جان سمجھا ہے۔ ہمارے سلف تو اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانے میں جب ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت امام نے فتویٰ دیا کہ یہی نہیں کہ مدعی نبوت پر ایمان لانے والا کافر ہے بلکہ جو شخص اس کاذب سے اس کے نبی ہونے کی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر ہے۔

خدانخواستہ اگر اسلام دین کامل نہ ہوتا اور دنیا کے ہر حصے میں ترقی پذیر معاشرہ کا ساتھ نہ دے سکتا تو کسی نئے نبی کی ضرورت سمجھ میں آسکتی تھی، لیکن جب حضورؐ پر دین کی تکمیل کر دی گئی، جب پروردگار نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ کہہ کر دین کی تکمیل کا فیصلہ صادر کر دیا تو پھر بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ خود آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

> "میری اور انبیائے سابقین کی مثال ایک محل کی سی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اسے دیکھیں اور تعجب کریں کہ اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی گئی ہے۔؟ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں۔"

متعصب سے متعصب آدمی بھی اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ حضورؐ اپنی امت پر جتنے شفیق تھے اتنے شفیق کہ ماں باپ کی شفقت بھی اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ یہ اسی شفقت

کا نتیجہ ہے کہ آپ نے فریضۂ رسالت سے متعلق کسی بات میں ابہام نہیں رہنے دیا۔ ایک ایک چیز کھول کر بیان کی۔ راہ کے سارے پیچ و خم بتا دئے۔ آنے والے فتنوں کی نشان دہی کی۔ قربِ قیامت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ غرضیکہ ہر ایسے معاملے پر روشنی ڈالی کہ جس سے آپ کی امت کو آگے چل کر واسطہ پڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو منصب عظیم عطا فرمایا تھا۔ اس کے تقاضوں کی ادائیگی کے لئے آپ اتنے فکر مند رہتے تھے کہ جب تک حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھیوں اور پیروکاروں سے یہ اعتراف نہیں کرا لیا کہ:

"ہاں! آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور یہ فریضہ انجام دے دیا ہے۔"

اس وقت تک آپ کا اطمینان نہیں ہوا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس پاک ہستی نے ماضی، حال اور مستقبل کے سبھی ضروری گوشے امت پر اجاگر کر دئے۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اسکی اطلاع دینے میں العیاذ باللہ وہ کوئی کوتاہی برت سکتی تھی۔؟ آپ سوچیں گے تو آپ کا ایمان گواہی دے گا کہ وہ لوگ جو آپ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت کے اجراء کا امکان تسلیم کرتے ہیں۔ دراصل حضورؐ پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ آپ نے فرائضِ رسالت ادا نہیں کئے اور یہ وہ صورت ہے جسے کوئی مسلمان بقائمی ہوش و حواس قبول کرنے کے لئے نہیں ہو سکتا۔

قرآن اٹھا کر دیکھئے کم سے کم سو آیات ایسی مل جائیں گی جن میں کہیں صراحتاً اور کہیں اشارۃً حضور کی خاتمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ حدیث کو پڑھیئے تو ایک سو سے زیادہ اسناد سے ختم نبوت کی حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص بعید از قیاس تاویلوں، لغو اور مہمل دلیلوں سے عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ امت میں انتشار پیدا کر کے دشمنانِ اسلام کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ انجیل نے خوب کہا۔

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں
مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑئیے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے
کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں۔" (متی باب ۷، آیت ۱۵، ۱۶)

عقیدۂ ختم نبوت کے مضمرات یوں تو بیشمار ہیں لیکن ایک دو باتیں ایسی ہیں جو ہر مسلمان کو اس کے فلسفہ اور پیغام کے طور پر دل و دماغ میں جذب کر لینی چاہئیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آخری رسول آجانے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ جس رسول کا عہدِ رسالت دنیا کے اختتام تک کے لئے مقدر ہو چکا ہے اس کی امت کا منصب قیادت و امامت بھی قیامت تک کیلئے مسلم ہے۔ رسول آخری رسول ہے تو امت آخری امت، اب اس کے بعد کسی اور امت کو برپا کرنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ یہی اب دنیا کی تمام قوموں کو سیدھا راستہ دکھانے پر مامور ہے۔ اور اسی کو زیب دیتا ہے۔ کہ یہ "خاتم اقوام" ہونے کا تاجِ شرف و فضیلت سر پر رکھے۔